مولوی احمد رضا خان کے افادات کا رد بلیغ، مع رسالہ
"بہشتی زیور کا خود ساختہ اسلام" کا حال

حقانیت بہشتی زیور

مؤلف

محمد عدنان حنفی

مولوی احمد رضا خان کے افادات کا رد بلیغ، مع رسالہ "بہشتی زیور

کا خود ساختہ اسلام" کا حال

حقانیت بہشتی زیور

مؤلف

محمد عدنان حنفی

تفصیلات

نام: حقانیت بہشتی زیور

مؤلف: محمد عدنان حنفی

سنہ اشاعت: سنہ ۲۰۲۳ء/ سنہ ۱۴۴۴ھ

فہرست مضامین

انتساب

علماء حق کے نام

پیارے بابا جان اور امی جی اور جملہ اساتذہ کرام کے نام

اللہ تعالی سے دعا گو ہوں کہ الہ العلمین میرے پیارے بابا جان اور امی جان اور جملہ اساتذہ کرام کو لمبی زندگی دی، میری دلی محبت ہے ان سے بس یہی حسرت ہے یہ لوگ جہاں بھی ہو خوش وخرم رہیں،

عرض مؤلف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمدلله الذی وفق لنا لاتباع دین محمد صلی الله علیه وعلی اٰله واصحابه اجمعین ولعنة الله علی اعدائهم الی یوم الدین امابعد:

کہا جاتا ہے کہ حق کو وہاں تلاش کرو جہاں دشمن کے تیر برس رہے ہو۔ کچھ ایسا معاملہ حضرت تھانویؒ کی مشہور ومعروف تصنیف ''بہشتی زیور'' کے بارے میں پیش آیا۔ چنانچہ جتنا اللہ تعالی نے اسے مقبولیت عطاء فرمائی، اتنا ہی اس کے مخالف پیدا ہوئے۔ ظاہر ہے حاسدین کبھی یہ نہیں چاہتے کہ ہم سے آگے کوئی نکل جائے۔

مجھے سمجھ نہیں آتا کہ مولوی احمد رضا اوران کے رفقاء بہشتی زیور سے اتنے ناراض کیوں ہے، کیا اس میں ان کو برا بھلا کہا ہے یا کچھ ان کے بارے میں کہا ہے، جب کچھ نہیں کہا تو خوف زدہ کیوں ہے، چنانچہ خان صاحب اپنے شاگرد ظفر الدین بہاری کو ایک مکتوب لکھتے ہیں کہ:

''مولانا! کسی وقت اپنے آپ کو مشورہ احباب سے مستغنی نہ کرنا بہت مفید فی الدین ہے، آپ کی تصانیف عافیہ وافیہ وتقریب پر خوشی ہوگی، مگر کاش یہ وقت آپ نے بہشتی زیور اور بہشتی گوہر کی قلعی کھولنے میں صرف (یعنی خرچ) کیا ہوتا تو بحمدہ تعالی عمدہ ذخیرہ عقبی ہوتا، جہاں ان کتابوں سے گمراہ ہوئے جاتے ہیں''۔

(مکتوبات امام احمد رضا ص ۶۶۔ ملخصا بہشتی زیور کسی کتاب ہے ص ۸)

اندازہ لگائیں دیگر کتب کی تصنیف پر اتنی خوشی نہیں جتنی خوشی بہشتی زیور کے رد پر ہیں۔ کہتا ہے عوام گمراہ ہو رہے ہیں، عوام کیا گمراہ ہو رہے ہیں، کیا عوام بہشتی زیور ہی سے گمراہ ہو رہے ہیں

یا حضرت تھانویؒ کی دیگر تصانیف سے بھی، اگر دیگر تصانیف سے بھی عوام گمراہ ہورہے ہیں تو اس کے رد پر ایسی تلقین کیوں نہیں کرتے، یا پھر بمطلب ثانی ان کتابوں میں کوئی قابل اعتراض بات نہیں مطلب خان صاحب کو دیگر تصانیف پر اعتراض نہیں، اگر اعتراض ہوتا تو اس کا بھی رد ایسا ہی کرتا۔

اچھا گمراہ کون ہورہا ہے، اب یہ بھی دیکھنا پڑے گا بریلوی یا دیوبندی؟ غیر مقلدین کی بات ہم بعد میں کریں گے۔ بریلوی تو اس سے گمراہ ہو ہی نہیں سکتے کیونکہ حسام الحرمین بہشتی گوہر سے پہلے موجود تھا ظاہر ہے اس وقت حسام الحرمین کا چرچا پوری بریلویت میں ہوگا، جس میں حضرت تھانوی کی تکفیر کی گئی۔ اور جب حسام الحرمین موجود تھا تو بریلوی کیوں خواہ مخواہ ایک کافر کی کتاب کو پڑھیں گے یا اس سے گمراہ ہوں گے۔ یہ دعوی کلیہ دائمہ نہیں کہ بریلوی کبھی گمراہ نہیں ہو سکتے۔ بعض ہو سکتے ہیں، اگر اس بعض کی وجہ سے بہشتی زیور کا رد لکھ رہے ہیں تو حضرت تھانوی کی دیگر تصانیف کا بھی رد لکھ دیتے۔

حقیقت حال یہ ہے کہ گمراہ ہونے کی کوئی بات نہیں، چونکہ بہشتی زیور مشہور و معروف کتاب ہے فقہ اور دیگر مسائل پر تو خان صاحب کو خوف ہے اس بات سے کہ میرے فتوی کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہے گی، اس لئے خواہ مخواہ یہ بہانہ بنایا۔ یہی وجہ ہے خان صاحب سے جب بھی بہشتی زیور کے مسائل کے بارے میں استفتاء ہوتا ہے تو بجائے جواب دینے کہ خان صاحب سب سے پہلے یہی کہتا کہ اس کے مصنف کے بارے میں علماء حرمین نے کفر کا فتوی دیا ہے، لہذا اس کتاب کو پڑھنا حرام ہے۔

اصل مقصد کی طرف آتا ہوں، دو دن قبل سوشل میڈیا پر ایک شائع شدہ رسالہ دیکھنے کو ملا جو مسمی ہے ''بہشتی زیور کیسی کتاب ہے'' کے نام سے اور اس کا مرتب میثم عباس رضوی نامی شخص

ہے، اس میں موصوف نے خان صاحب کے ان افادات کو جمع کیا ہے جو خان صاحب نے بہشتی زیور کے رد میں یا اس کے مصنف کے بارے میں کہا ہے۔

یہ شوال کا مہینہ ہے اور ۱۵ شوال کے بعد تقریبا اکثر مدارس میں تعلیم شروع ہوتی ہے، اور آج ۱۵ شوال المکرم ۱۴۴۴ھ بروز ہفتہ ہے۔ اور بروز سموار ۱۷ شوال کو ہمارے مدرسہ کی تعلیم شروع ہوگی، اس لحاظ سے چند دن باقی ہے اس لئے سوچا کہ ان چند دنوں میں بہشتی زیور کی حقانیت پر کچھ لکھا جائے۔ سوچا تھا کہ مولوی حشمت علی خان کی تصنیف ''اصلاح بہشتی زیور'' اور غیر مقلدین کی تمام رسائل واعتراضات کا جائزہ لیا جائے، لیکن وقت نے ساتھ نہیں دیا۔

اس لئے پہلی فرصت میں صرف احمد رضا خان کے اعتراضات کا جائزہ لے کر شائع کیا جارہا ہے، اس کے بعد ان شاء اللہ وقت ملتے ہی حشمت علی خان اور غیر مقلدین کے اعتراضات کے جوابات لکھ کر اسی رسالہ میں ضم کر کے شائع کیا جائے گا۔

حشمت علی خان کی کتاب چونکہ ضخیم ہے اس کے لئے زیادہ وقت درکار ہے، اور چونکہ یہ کتاب طبع اول کے بعد اب تک از سر نو طبع نہیں ہوئی، پرانا نسخہ اگرچہ انٹرنیٹ پر موجود ہے لیکن اس قدیم نسخہ کو دیکھنے میں کچھ دقت محسوس ہوتی ہے۔ مرتبِ افادات احمد رضا نے چونکہ عرض کیا ہے کہ از سر نو عنقریب طبع ہو جائے گی اور کمپوزنگ بھی مکمل ہو چکی ہے، اس لئے ہمیں انتظار رہے گا جب طبع ہوگا تو ان شاء اللہ وقت ملتے ہی اس کے اعتراضات کا جائزہ لیا جائے گا۔

باقی رہی غیر مقلد جماعت مسلمین والوں کا رسالہ ''بہشتی زیور کا خودساختہ اسلام'' تو اس کی حالت ہم آخر میں بیان کریں گے۔

احقر محمد عدنان حنفی غفر اللہ ذنوبہ وستر عیوبہ / بروز ہفتہ: ۱۵ شوال المکرم ۱۴۴۴ھ بمطابق ۶ مئی ۲۰۲۳ء

بہشتی زیور مسلمانوں کو گمراہ کر رہی ہیں:

احمد رضا خان اپنے شاگرد ظفر الدین بہاری کے نام ایک خط لکھتے ہیں کہ:

''مولانا! کسی وقت اپنے آپ کو مشورہ احباب سے مستغنی نہ کرنا بہت مفید فی الدین ہے، آپ کی تصانیف عافیہ وافیہ وتقریب پر خوشی ہوگی، مگر کاش یہ وقت آپ نے بہشتی زیور اور بہشتی گوہر کی قلعی کھولنے میں صرف (یعنی خرچ) کیا ہوتا تو بحمدہ تعالی عمدہ ذخیرہ عقبی ہوتا، جہاں ان کتابوں سے گمراہ ہوئے جاتے ہیں''۔

(مکتوبات امام احمد رضا ص٦٦۔ملخصا بہشتی زیور کسی کتاب ہے ص٨)

الجواب: اللہ تعالی جسے چاہے ہدایت دیں اور جسے چاہے گمراہ کر دیں، وہ ہر شئ پر قادر ہے، خان صاحب کے گمراہ ہونے سے غالبا یہی مطلب ہوگا کہ بریلوی عوام ،اس کتاب کے ذریعے بریلوت کو چھوڑ کر علماء دیوبند کے حلقہ میں داخل ہو رہے ہیں۔

بحمد اللہ تعالی علماء دیوبند کی تصانیف ہی ایسی ہے کہ اہل بدعت پڑھ کر اہل سنت بن جاتے ہیں۔ نہ کہ خان صاحب کی تصانیف کی طرح بقول نعیم الدین مرادآبادی کہ مدعیان تہذیب ان کی کتب کو دیکھ کر کہتے ہیں کہ ان میں تو گالیاں بھری پڑی ہیں۔ (ملخصا فیضان اعلی حضرت ص/ ٢٧٥)اس کی وجہ خود خان صاحب نے بتادیا، اپنے ایک ملفوظ میں کہتا ہے کہ:

''بریلی میں ایک مجذوب بشیر الدین صاحب اخوندزادہ کی مسجد میں رہا کرتے تھے جو کوئی ان کے پاس جاتا کم سے کم پچاس گالیاں سناتے مجھے ان کی خدمت میں حاضر ہونے کا شوق ہوا میرے والد ماجد قدس سرہ کی ممانعت کہ کہیں باہر بغیر آدم کے ساتھ لئے نہ جانا ایک رات کے گیارہ بجے اکیلا ان کے پاس پہنچا اور فرش پر جا کر بیٹھ گیا''

(ملفوظات حصہ چہارم ص/۳۸۱)

اب دیکھئے کہ خان صاحب کو ایسے بندے کی مجلس میں جانے کا شوق تھا جو گالی ہی گالی دیتا تھا۔ باوجود والد کی ممانعت کے، والد منع کر رہا ہے اور خان صاحب رات کے گیارہ بجے گالی والے سرکار کے مجلس میں پہنچ گیا۔ اب یہ بریلوی بتائیں کہ خان صاحب کو کیا کہے والد صاحب کے نافرمان یا پھر بے ادب۔ اور ادھر سے خان صاحب کی تصانیف اس بات سے لبریز ہیں کہ بدمذہب کی صحبت سے بچو نا جائز ہیں۔ یہاں تو خان صاحب خود ایسے مجلس میں جا رہا ہے پھر ظاہر سی بات ہے ؎

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالح ترا طالح کند

بہرحال! میں عرض کر رہا تھا کہ خان صاحب اپنے شاگرد کو کہہ رہے ہے کہ:

''مولانا (ظفرالدین بہاری) کسی وقت اپنے آپ کو مشورہ احباب سے مستغنی نہ کرنا بہت مفید فی الدین ہے، آپ کی تصانیف عافیہ وافیہ وتقریب پر خوشی ہوگی، مگر کاش یہ وقت آپ نے بہشتی زیور اور بہشتی گوہر کی قلعی کھولنے میں صرف (یعنی خرچ) کیا ہوتا تو بحمدہ تعالی عمدہ ذخیرہ عقبی ہوتا''

غور فرمائیں کہ اعلی حضرت کو ایسے مسائل کا چھیڑنا کس قدر عزیز تھا، کہ اپنے شاگرد کو کہہ رہے ہیں کہ آپ کی تصانیف پر تو خوشی ہوگی مگر جو وقت آپ نے دیگر تصانیف پر لگائی ہیں اگر بہشتی زیور و گوہر کی تردید پر لگا دیتی تو عمدہ ذخیرہ عقبی ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ خان صاحب کے رسائل اور کتب علمی نہیں بس جناب کا مشغلہ یہ تھا فلاں مولوی کافر ہیں فقیر کی فلاں کتاب دیکھ لو۔ فلاں بدمذہب ہیں فقیر کی فلاں کتاب دیکھو۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جمیع علوم غیبیہ حاصل ہیں فقیر کی

فلاں رسالہ دیکھو۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاضر وناظر ہیں فقیر کی فلاں رسالہ دیکھو۔

یہ تھی ان کی علمیت جس پر شیدائیاں رضا کو ناز ہیں۔آپ خان صاحب کی تقریبا تمام کتب کو دیکھے ہر کتاب میں تمہیں یہی ملے گا مگر چند کتب کے، کہ فلاں کافر ہیں بد مذہب ہے، اور تو اس میں کوئی کمال نہیں تھا۔

خیر میں عرض کرر ہا تھا کہ آج کل بریلوی جو علماء دیو بند کو الزام دیتے ہیں کہ تم ہمارے خلاف کتب لکھتے ہیں یا شائع کرتے ہیں اس لئے ہمیں جواب دینا پڑتا ہے، لہذا شور تم مچاتے ہو، ایسے لاپروا بریلویوں سے کہنا چاہتا ہوں کہ آپ نے خان صاحب نے ایسی تجاویز اور آراء پیش کئے ہیں جس کا مقصد یہی تھا کہ اختلاف کبھی ختم نہ ہو۔

مذکورہ مکتوب میں اس کا واضح ثبوت ہے، کہ خانصاحب اپنے شاگرد کے دیگر تصانیف پر اتنی خوشی کا اظہار نہیں فرمارہے جتنا کہ بہشتی زیور اور گوہر کی تردید پر۔ کیونکہ ان کے شاگرد ظفر الدین بہاری کی تصانیف پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے اکثر دیگر موضوعات پر ہیں مثلا: فقہ، حدیث، اصول، فلکیات، منطق، فلسفہ، صرف نحو وغیرہ۔ اب احمد رضا کو ان سے چھڑ ہے کہ آپ کی یہ تصانیف تو صحیح ہیں لیکن اتنا نہیں جتنا کہ بہشتی زیور کے رد پر ہونا چاہیے۔ایک بندے کو ایسی کتب کے رد کرنے پر خوشی ہوتی ہے تو اے جان من تیرا کیا خیال ہے حسام الحرمین کو وہ دین اور اللہ کی رضا کے لئے لکھے گا۔**فاعتبروا یااولی الابصار**

پھر آگے خان صاحب بریلی کا ایک فتوی نقل کیا گیا ہے جس میں چند باتوں کا پوچھا ہے، باقی باتوں سے خان صاحب نے تو اختلاف نہیں کیا، البتہ پہلے مسئلہ (جس میں پوچھا گیا تھا کہ بہشتی زیور کیسی کتاب ہے اور اس کا پڑھنا جائز ہے یا نہیں) کے بارے میں کہا کہ:

"بہشتی زیور جس کتاب کا نام ہے سخت غلط مسائل اور بہت سی گمراہیوں پر مشتمل ہے، اسے

دیکھنا حرام ہے، اس کے مصنف اشرف علی تھانوی کی نسبت حرمین شریفین کے اکابر علماء ومفتیان کرام وشیخ الاسلام کا فتوی چھپ چکا یہ فتوی حسام الحرمین مطبوعہ مطبع اہلسنت بریلی میں ہے''

بہشتی زیور کیسی کتاب ہے ص/۹)

ہم ماقبل یہ عرض کر چکے ہے کہ خان صاحب کی تصانیف کا یہی حال ہے کہ فلاں کافر ہے اس کی تحقیق ہمارے فلاں کتاب میں موجود ہیں ۔مختلف فیہ مسائل سے ہٹ کر کبھی ایسا نہیں کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان ارفع ہیں اعلی ہے، اولی ہے، مزید تفصیل کے لئے فقیر کی کتاب فلاں کا مطالعہ کریں۔

بہشتی زیور کوئی آسمانی کتاب نہیں جو ہر قسم کی غلطیوں سے مبرا ہو، ظاہر سی بات ہے یہ بھی دیگر اکابرین کی کتاب کی طرح ایک کتاب ہے۔جس میں مسائل فقہ اور دیگر مسائل کو آسان انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ایسی غلطیاں تو نہیں جو خان صاحب کہہ رہے ہیں۔اگر ایسی غلطی موجود ہیں تو خان صاحب کا ذمہ تھا کہ وہ اسے بیان کرتا۔ بیان تو نہیں کر سکا البتہ اپنی عادت کے مطابق اپنی کتاب حسام الحرمین کا نام دیا۔حسام الحرمین میں جو فتوی نقل کیا گیا ہے اس کی تفصیلات تو علماء اہلسنت کی بڑی کتب میں موجود ہیں۔قدرے بحث فقیر اپنے رسالہ ''بریلوی علماء کی تلبیسات'' میں ذکر کیا ہے۔

بہشتی گوہر کے متعلق ضروری التماس:

بہشتی گوہر کے ابتداء میں مولانا شبیر علی صاحب تھانوی کا یہ التماس ملاحظہ فرمائے:

''بہشتی زیور اور بہشتی گوہر پر چونکہ پوری طرح نظر ثانی حضرات متذکرہ بالا نے فرمائی ہے

حضرت حکیم الامتہؒ نے تو محض ایک سرسری نظر فرمائی ہے لہذا ان میں جو کوتاہیاں رہ گئی ہوں (اگر چہ اپنے نزدیک تو کوتاہی چھوڑی نہیں ہے) ان کو حضرت حکیم الامتہ دام ظلہم کی طرف نسبت کر کے خواہ مخواہ معاندانہ اعتراض سے بچیں۔ ہاں طلب حق کے لئے اگر کسی مسئلہ کی بابت دریافت کرنا ہو تو پوچھیں مگر طرز سوال سے طلب حق یا عناد صاف طور پر معلوم ہی ہوجاتا ہے''

(بہشتی گوہر ص/ ۵)

اس بنیاد پر خان صاحب کا ذمہ تھا کہ وہ ایسی باتیں جو ان کے بقول سخت غلط اور گمراہ کن ہیں، لکھ کر ارسال کرتے اور اس کی تصیح کا مطالبہ کرتے۔ لیکن ہم نے عرض کیا کہ خان صاحب کا محبوب مشغلہ یہی تھا کہ دن رات اختلافی مسائل پر بحث کرتے کسی کی ایمان پر وغیرہ۔

نماز عیدین کے بعد دعا کا مسئلہ:

عید کی نماز کے بعد دعا کرنا کیسا ہے، اس باب میں کوئی حدیث اور قول صحابی وارد نہیں ہوا، اس لحاظ سے حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ ''کہ باتباع سنت دعا مانگنے سے دعا نہ مانگنا بہتر ہے ''چونکہ یہ الفاظ آج کل بہشتی گوہر کے نسخوں میں موجود نہیں ہے، بلکہ بہشتی گوہر میں آجکل یہ الفاظ موجود ہیں:

''بعد نماز عیدیں کے (یا بعد خطبہ کے) دعا مانگنا۔ گو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے صحابہؓ اور تابعین اور تبع تابعینؒ سے منقول نہیں مگر چونکہ ہر نماز کے بعد دعا مانگنا مسنون ہے اس لئے بعد نماز عیدیں بھی دعا مانگنا مسنون ہوگا''

(بہشتی گوہر ص ۷۶ کتب خانہ شان اسلام لاہور)

ہمارے پاس فل حال بہشتی گوہر کا وہ نسخہ موجود نہیں ہے جس میں حضرت تھانویؒ نے دعا نہ کرنے کو مسنون قرار دیا ہے، اس لئے غالبا بہشتی گوہر کے پہلے نسخے میں موجود ہوگا اس کے بعد آجکل جتنے نسخے ہیں ان سب میں حضرت تھانویؒ نے دعا کو مسنون قرار دیا ہے۔ اس لئے ہم نے فریق مخالف کی نقل کردہ عبارت پر اعتماد کر کے اسی کو نقل کیا۔

اب پہلے آپ خان صاحب کا فتوی ملاحظہ فرمائیں جو اس بارے میں ہیں اس کے بعد تبصرہ کریں گے۔ چونکہ فتوی فارسی میں ہے مع ترجمہ، اس لئے فقط ترجمہ پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

''(ترجمہ استفتا) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ عیدین کی نماز کے بعد قبل از خطبہ یا بعد از خطبہ دعا مانگنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو حنفی کتب سے متعدد حوالہ جات سے بیان فرمائیں، مولوی اشرف علی کی کتاب ''بہشتی گوہر'' میں لکھا ہے کہ اس صورت میں سنت کی پیروی کرتے ہوئے دعا نہ مانگنا (دعا مانگنے سے) بہتر ہے۔'' (بہشتی گوہر بعنوان عیدین کی نماز کا بیان صفحہ ۸۰ مطبوعہ مطبع انتظامی کانپور)

الجواب: بہشتی گوہر اور بہشتی زیور دونوں کتابیں اس شخص کی ہیں جس کے بارے میں علمائے حرمین، حرمین کو اللہ تعالیٰ زیادہ شرف وتعظیم عطا فرمائے، نے تحریر فرمایا ہے کہ وہ شخص (اپنے کفریہ الفاظ کی وجہ سے) مرتد ہے، اور جو شخص اس کے کفریات پر مطلع ہو کر اس کے کافر ہونے میں شک کرے، وہ کافر ہوگا، (**حُسَامُ الْحَرَمَیْنِ عَلٰی منحر الْکُفْر وَالْمَیْن**، عربی مع اردو ترجمہ، صفحہ ۱۹۸، مطبوعہ رضا اکیڈمی، ۵۲ ڈونٹاڈ اسٹریٹ ممبئی۔ ایضا صفحہ ۱۹۸، مطبوعہ النوریہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی، کچا رشید روڈ، بلال گنج، لاہور) یہ بہت سے غلط اور فاسد مسائل پر مشتمل ہے، اس کا پڑھنا حرام ہے اور عوام کی گمراہی کا سبب ہے، جبکہ عید کی نماز کے بعد سنتِ معروفہ اور آثار مخصوصہ کی اتباع میں جائز اور مستحب ہے، اور اس

کی تفصیل ہمارے رسالہ ''سرور العید فی حل الدعاء بعد صلوۃ العید''
میں ہے۔ واللہ تعالی اعلم''۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۸ صفحہ ۵۸۴ تا ۵۸۵، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور۔ بہشتی زیور کیسی کتاب ہے ص/ ۱۰۔۱۱)

سب سے پہلے بہشتی گوہر کے متعلق عرض ہے کہ ماقبل میں ہم نے بہشتی گوہر کے متعلق ضروری التماس کے تحت یہ نقل کیا تھا کہ بہشتی گوہر پر حضرت تھانویؒ نے سرسری نظر ثانی فرمائی ہے ،اس لئے خواہ مخواہ کوئی بات یا غلطی کی نسبت حضرت تھانویؒ کی طرف کر کے ان کو طعن کا نشانہ نہ بنایا جائے۔ اس کے علاوہ اگر یہ بات نہ بھی کہتے تو ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا بحمد اللہ جو مسئلہ علماء حق کے خلاف ہو وہ حضرت تھانویؒ ہو یا کوئی اور اس کو غلط کہیں گے، ہم یہ نہیں کہتے کہ حضرت تھانویؒ نے جو لکھا ہے حق سچ اور اس میں غلطی کا امکان نہیں۔ ظاہر ہے غلطی تو ہو سکتی ہے۔

پھر یہ کفر اور اسلام کا مسئلہ نہیں جسے خانصاحب کہہ رہے ہیں سخت غلطی ہیں اور گمراہیوں پر مشتمل ہیں۔ اس جیسے مسائل کو خان صاحب غلط اور فاسد مسائل میں شمار کر رہے ہیں۔ حالانکہ فقہ حنفی کی کتب سے واقفیت رکھنے والا ہر شخص جانتا ہے کہ فقہ کی کتب میں ہر صفحے پر امام صاحبؒ صاحبینؒ کا اختلاف موجود ہیں۔ وہ اختلافات بھی اسی نوعیت کی ہے۔ کوئی خان صاحب کے لہجے میں آ کر کہہ سکتا ہے کہ یہ کتب غلط اور فاسد مسائل پر مشتمل ہیں۔

تو عرض یہ کر رہا تھا کہ حضرت تھانویؒ کے دونوں قول صحیح ہے، اور دعا کے قائلین بھی صحیح ہے اور عدم دعا کے قائلین بھی۔ پس اولی اور غیر اولی میں فرق ہے جواز اور عدم جواز کی بات نہیں۔ پس قائلین عدم قائلین کو طعن کا نشانہ نہ بنائے اور عدم قائلین قائلین کو طعن کا نشانہ نہ بنائے، یہی بہتر اور صواب ہے۔

حضرت تھانویؒ کا پہلا قول کہ دعا نہ مانگنا بہتر ہے، اس کی علت حضرت تھانویؒ نے یہ بتائی کہ اتباع سنت کی وجہ سے، پس اتباع سنت کی وجہ سے دعا نہ کرنا دعا کرنے سے بہتر ہے، اور چونکہ سنت سے ثابت نہیں ہے اس لئے حضرت تھانویؒ نے سنت کو مدنظر رکھتے ہوئے دعا نہ کرنے کو بہتر قرار دیا۔

اور اگر یہ مسئلہ اب بھی موجود ہوتا حضرت کی کتاب میں تو ہم اولی اور غیر اولی کی بنیاد پر دعا کرنے کو درست قرار دیتے کیونکہ یہ زیادہ راجح ہے، خود حضرت تھانویؒ بعد میں دعا کرنے کو اولی اور راجح قرار دیا ہے۔ چند عبارات ملاحظہ فرمائیں:

حضرت سے سوال ہوا کہ آپ کہتے ہیں عیدین کی نماز کے بعد دعا نہ مانگنا بہتر ہے اور فتاوی دارالعلوم میں ہے کہ دعا مانگنا مثل دیگر نمازوں کے مستحب ہے۔تو حضرت نے تعارض کو رفع کرنے کے بعد عرض کیا کہ:

"لیکن راجح میرے خیال سے ثانی معلوم ہوتا ہے **وھو المعمول لی وان کنت نقلت الاول من علم الفقه والامر واسع ولعل موافقه الجمهور اولی**"۔

(امدادالفتاوی جلد/۱ص/۴۷۴)

فرماتے ہیں کہ راجح ثانی یعنی دوسرا قول کہ دعا مانگنا مثل دیگر نمازوں کی طرح مستحب ہے، یہ قول راجح ہے اور یہی میری معمول ہے اگر چہ میں نے پہلے قول کو نقل کیا تھا۔لیکن جو اولی ہے وہ پہلا ہے۔

لکھتے ہیں کہ:

"بعد نماز عیدین یا بعد خطبہ دعا کرنا یا نہ کرنا خصوصیت کے ساتھ نظر سے نہیں گزرا ظاہرا

قواعد عامہ سے نماز ہی کے بعد دعا بہتر معلوم ہوتی ہے اسی ہیئت سے جیسے اور نمازوں کے بعد ہے“

(ایضاج/۱ص/۴۷۶)

لکھتے ہیں کہ:

”واقعی بعد نماز عید یا خطبہ دعا مانگنا بالخصوص منقول تو نہیں دیکھا گیا اور دعوتہم سے استدلال ناتمام ہے، کیوں کہ اس میں کسی محل کی تصریح نہیں کہ یہ دعا کس وقت ہوتی ہے، پھر محل خاص میں ان کے ہونے پر استدلال کرنا ظاہر ہے کہ غیر تمام ہے، ممکن ہے کہ یہ دعا وہ ہو جو نماز کے اندر یا خطبہ کے اندر عام صیغوں سے کی جاتی ہے جو سب مسلمانوں کو شامل ہوتی ہے اور حاضرین پر اس کے برکات اول فائض ہوتے ہیں، لیکن بالخصوص منقول نہ ہونے سے حکم ابتداع کا بھی مشکل ہے؛ کیوں کہ عموماتِ نصوص سے فضیلت دعا بعد الصلاۃ کی ثابت ہے، پس اس عموم میں اس کے داخل ہونے کی گنجائش ہے، اور اگر کوئی شخص بالخصوص منقول نہ ہونے کے سبب اس کو ترک کرے اس پر بھی ملامت نہیں۔ بہرحال یہ مسئلہ ایسا مہتم بالشان نہیں ہے دونوں جانب میں توسع ہے“۔

(ایضاص/جلد/ص/ ۴۷۴)

یہ ہے حضرت تھانویؒ کا موقف، بالفرض اگر حضرت تھانویؒ کچھ بھی نہ کہتا ان کے پہلا قول موجود ہوتا تب بھی ایسا کہنا کہ بہشتی زیور غلط اور فاسد مسائل پر مشتمل ہے ایک عالم دین جسے اس کے متبعین مجدد وقت کہتے ہیں ان کو یہ زیب نہیں دیتا ایسے مسائل کی بنیاد پر اس طرح کہہ کر اپنی کم علمیت کا خوب مظاہرہ کریں۔ کیونکہ کتب فقہ ایسے مسائل سے بھری پڑی ہیں جو امام صاحب نے فرمایا ہے لیکن ان پر فتوی نہیں ہے فتوی صاحبین کے قول پر ہیں اور بعض جگہ صاحبین

کے قول پر نہیں امام صاحب کے قول پر ہے۔تو کوئی جاہل یہ کہہ سکتا ہے کہ امام صاحب ایسا ہے یا فلاں کتاب ایسی ہیں ۔ ایسا وہی کرسکتا ہے جو علم سے عاری ہوگا یا حاسد۔اللہ حفاظت فرمائیں حاسدین کی حسد اور شریروں کی شر سے۔آمین

خان صاحب کے فتوے کا جائزہ :

خان صاحب سے سائل نے کیا پوچھا تھا اور خان صاحب نے ''سوال گندم جواب چنا'' کا خوب مظاہرہ کیا۔سائل نے یہ نہیں کہا تھا کہ حضرت تھانویؒ کیسا آدمی تھا اور اس کے بہشتی زیور کو دیکھنا یا پڑھنا کیسا ہے۔جبکہ خان صاحب شروع ہوگئے کہ اس کے مصنف کافر ہے اور بہشتی زیور کا پڑھنا حرام ہے۔ پھر آخر میں سائل کو ناامید کرتے ہوئے دعا کو سنت معروفہ اور آثار مخصوصہ کے اتباع میں جائز کہہ کر کہا تفصیل ہماری فلاں کتاب میں موجود ہے۔

سائل نے کہا تھا کہ اگر عیدین کے بعد دعا مانگنا جائز ہے تو حنفی کتب سے متعدد حوالہ جات سے بیان فرمائیں ،اب خان صاحب تو چاہیے تھا کہ کم از کم ایک فتوی تو نقل کرتا انہوں نے اپنی کتاب کا حوالہ دیا۔اس کا مطلب وہاں حنفی کتب سے متعدد حوالہ جات موجود ہے۔ جب کہ اس رسالہ میں ایسا کچھ نہیں عموم کو بلادلیل خصوص بنایا مطلق کو مقید کیا ہے پس مطلق دعا کا تو کوئی منکر نہیں اور نہ اس کی فضیلت کا۔خان صاحب نے دعا کی فضائل سے بھی استدلال کیا ہے۔سبحان اللہ

حشمت علی خان و دیگر قارئین بہشتی زیور خان صاحب کے فتوی کے زد میں :

خان صاحب اوران کے متبعین کواجتہاد کا بہت شوق ہے، چنانچہ جہاں حکم مطلق آیا ہے یہ اس کوخاص کر دیتے ہیں، جہاں بات عموم کی ہے بلا دلیل اس میں کیا سے کیا داخل کر دیتے ہیں۔ یہی کام خان صاحب نے اپنے رسالہ ''سرور العید فی حل الدعاء بعد صلوۃ العید'' میں کیا ہے، جس کا حوالہ ابھی اپنے فتوی میں دیا ہے کہ اس کی طرف رجوع کریں۔ چنانچہ ہم رجوع بعد میں کریں گے پہلے آیئے آپ کو لطف کی بات بتاتے ہیں۔

بات یہ ہے کہ خان صاحب نے فتوی دیا کہ بہشتی زیور کا پڑھنا حرام ہے، اب جن بریلویوں نے بہشتی زیور کو پڑھا ہے وہ تو خان صاحب کے فتوی سے حرام کام کا ارتکاب کر چکے ہیں، ان میں سرفہرست مولوی حشمت علی خان ہیں۔ کیونکہ انہوں نے بہشتی زیور کا رد اصلاح بہشتی زیور سے لکھا ہے ظاہرسی بات ہے کسی دیوبندی کو تونہیں بٹھایا ہوگا کہ مجھے فلاں جگہ کی عبارت بتاؤ میں اس پر تبصرہ کروں گا۔ بلکہ بذات خود وہ بہشتی زیور کو دیکھ کر تبصرہ لکھا ہوگا، اب خان صاحب کے فتوی سے پہلے تو ان کے شاگرد حشمت علی خان حرام کام کیا، اس کے بعد دیگر قارئین بہشتی زیور اوران میں خصوصا وہ لوگ جو بہشتی زیور سے کوئی حوالہ نقل کیا ہے یا تبصرہ کیا ہے۔

ہمارے اس بات پر کوئی بریلوی کسی قسم کی تاویل کا سوچے بھی نہیں، ہم نے یہ سب عموم اور مطلق پر بحث کرتے ہوئے کیا ہے کیونکہ خان صاحب نے اپنے مذکورہ رسالہ میں ایسا ہی کیا ہے بات مطلق دعا کی تھی خان صاحب نے اس میں عیدین کی دعا کو بھی لے آیا۔ ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ یہاں خان صاحب نے بہشتی زیور کے بارے میں مطلق کہا کہ اس کو پڑھنا حرام ہے، کسی چیز کے ساتھ مقید نہیں کیا اس لئے مطلق کو بلا دلیل مقید کرنا صحیح نہیں۔

”سرور العید السعید فی حل الدعاء بعد صلوۃ العید“ کا حال

چونکہ خان صاحب نے اپنے فتوی میں اپنے رسالہ کا حوالہ دیا ہے کہ تفصیل وہاں ملاحظہ کریں، اس کا مطلب حضرت نے عیدین کی نماز کے بعد دعا کرنے کو ثابت کیا ہے۔ اسی لئے رسالہ کا نام بھی ایسا رکھا ہے کہ عید کی خوشی میں نماز عید کے بعد دعا کا حل۔

یاد رکھے اس مسئلہ میں جواز اور عدم جواز کی بات نہیں ہے، پس اولی اور غیر اولی کا مسئلہ ہے، جو دعا کرتے ہیں تب بھی ٹھیک نہیں کرتے تب بھی ٹھیک کسی کو ملامت نہیں کیا جائے گا۔

سرور العید السعید فی حل الدعاء بعد صلوۃ العید“ خان صاحب کا رسالہ ہے، دعوت اسلامی والوں نے اسے الگ شائع کی ہے، ٹوٹل ۵۰ صفحات پر مشتمل ہیں۔ مولانا عبدالحئی لکھنوی ؒ کا ایک فتوی جو ان کے مجموعہ فتاوی میں موجود ہیں کہ عیدین کی نماز کے بعد یا خطبہ کے بعد دعا مانگنا ایسا کوئی حدیث وقول صحابی میری نظر سے نہیں گزرا۔ اس پر سائل نے سوال کیا تھا کہ کیا یہ صحیح ہے اور اس مسئلہ میں حق کیا ہے۔ اس کا خان صاحب نے جواب دیا ہے۔

صفحہ ۲ سے ۴ تک خان صاحب نے اپنا سند پیش کیا ہے مکہ کے ایک مفتی سے، کہتا ہے اس نے مجھے مرویات کی اجازت دی ہے خواہ احادیث کی ہو یا فقہ، نہ جانے اس میں کتنا صداقت ہے کیا یہ صحیح ہے یا فتاوی رشیدیہ کے فوٹو کی طرح ہیں، واللہ اعلم۔ پھر آخر میں کتاب الآثار امام محمدؒ کی تصنیف سے ایک عبارت نقل کی ہے جس میں دعا بعد صلوۃ عیدین کو ثابت کیا ہے۔

صفحہ ۵ سے اپنے مقال کو دو عید پر تقسیم کیا ہے: عید اول میں یہ کہتا ہے کہ ”عید اول میں قرآن و حدیث سے اس دعا کی اجازت اور ادعائے مانعین کی غلطی و شناخت“ اور عید دوم میں کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ”عید دوم فتوائے مولوی لکھنوی سے اسناد پر کلام اور اوہام مانعین کا

ازالہ تام“

عیداول صفحہ ۵ سے لے کر ۲۹ تک ہے جس میں کوئی ایسی آیت یا حدیث پیش نہیں کی جس سے ثابت ہو کہ عیدین کی نماز یا خطبہ کے بعد دعا مانگنا جائز ہے، بھلے کیسے ثابت ہو، اگر ثابت ہوتا تو اختلاف نہ ہوتا اور کتب لکھنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ پس ایسی آیات واحادیث پیش کی ہے جو دعا کے بارے میں ہیں۔ اور دعا کی فضیلت پر مشتمل ہے خان صاحب نے ان سے استدلال کیا ہے جب دعا کی یہ فضیلت ہے تو عید کی بعد دعا مانگنا بھی درست ہوگا وغیرہ۔ یہ تخصیص بلا دلیل ہے
۔

عید دوم جس کے بارے میں کہا تھا کہ اوہام مانعین کا ازالہ تام، صفحہ ۲۹ سے شروع ہوتا ہے آخر تک، مگر یہاں بھی خان صاحب نے جو دعوی پیش کیا تھا اس کے مطابق ایک بھی دلیل پیش نہیں کیا۔

یہ ہے خان صاحب کے رسالہ کا حال جس کے بارے میں فتوی میں کہا کہ تفصیل اس کتاب میں موجود ہے۔

غلط عنوان اور احمد رضا کا جواب سے سکوت:

”اعلی حضرت کی طرف سے کتاب ”بہشتی زیور“ میں درج ایک مسئلہ کی وضاحت“

یہ عنوان قائم کر کے مؤلف افادات نے خان صاحب کا ایک فتویٰ نقل کیا ہے۔ ہم مکمل فتویٰ نقل کر رہے ہیں قارئین ملاحظہ کریں کہ عنوان سے اس کا ذرہ برابر بھی تعلق نہیں۔

مسئلہ ۱۲۱ تا ۱۲۴: از کوہ منصوری ڈاکخانہ کلہڑی کام اپر انڈیا گیٹ، مرسلہ کلیم اللہ صاحب، ۳۰ جمادی الاولی ۱۳۳۶ھ۔

کتاب ''بہشتی زیور'' میں حصہ چہارم میں لکھا ہوا دیکھا ہے کہ ''اگر کسی عورت کا خاوند مر جائے اور ایک دن کم دو سال کے اندر بچہ پیدا ہوا ہو تو وہ مرحوم خاوند کا مانا جائے گا۔ (بہشتی زیور، چوتھا حصہ، باب لڑکے کے حلالی ہونے کا بیان، صفحہ ۴۲، مطبوعہ مطبع انتظامی، کانپور۔ اشاعت ۱۹۱۸ء۔ ایضاً صفحہ ۳۳۵، مطبوعہ المکتبۃ المدنیۃ، ۱۷۔ اردو بازار، لاہور) یہ مسئلہ شرع محمدی یا طب یا ڈاکٹری سے تحقیق ہے، یہ جائز ہے یا ناجائز؟ اور اگر جائز ہے تو کب سے ہے؟ یا کہ پرانا مسئلہ ہے یا اولیائے کرام سے جائز ہے؟

دوسرے: یہ کہ چار مہینے دس دن جو شرع سے قائم ہیں بعد عدت سے نکاح کرے تو بعد کو ایک سال یا ۹ مہینے کے بچہ پیدا ہوا تو پہلے خاوند کا مانا جائے گا یا اب جس سے نکاح ہوا اُس کا ؟

تیسرے: یہ کہ وہ بچہ کوئی حق ملکیت میں مستحق ہوگا، پہلے باپ کی ملکیت میں یا دوسرے کی؟

چوتھے: یہ کہ بعض امام سلام پھیر کر سر پر ہاتھ رکھتے ہیں تو کس مصلحت سے رکھتے ہیں؟

الجواب: کتاب ''بہشتی زیور'' نہ دیکھا کیجیے، اس کا دیکھنا حرام ہے، اس میں بہت سے مسائل غلط اور بہت باتیں گمراہی کی ہیں، اس کے مصنف کو تمام علمائے حرمین شریفین نے بالاتفاق نام لے کر لکھا ہے: **من شک فی کفرہ فقد کفر** (**حُسَامُ الْحَرمین عَلَی منحر الکفر وَالْمَیْن**، عربی مع اردو ترجمہ صفحہ ۱۹۸، مطبوعہ رضا اکیڈمی ۵۲ ڈونٹاڈ اسٹریٹ ممبئی۔ ایضا صفحہ ۱۹۸ مطبوعہ النوریہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی، کچا رشید روڈ، بلال گنج، لاہور) ''جو اس شخص مذکور کے کافر ہونے میں شک کرے، وہ بھی کافر ہے''۔

یہ مسئلہ یوں ٹھیک نہیں بلکہ اگر چار مہینے دس دن عدت کے گزار کر عورت نکاح کر لے اور نکاح سے چھ مہینے بعد بچہ پیدا ہو کہ موت شوہر سے دس مہینے دس ہی دن بعد ہوا، ہرگز پہلے شوہر کا نہ ٹھہرے گا، بلکہ اسی دوسرے کا ہے، پہلے شوہر کے ترکہ سے اُسے کچھ نہ ملے گا، یہ

دوسرا شخص ہی اس کا باپ ہے، اگر یہ مرے گا تو وہ بچہ اس کا وارث ہوگا بلکہ اگر عورت دوسرے شخص سے نکاح نہ بھی کرے، صرف اتنا ہو کہ چار ماہ دس دن بعد وہ اپنی عدت گزر جانے کا اقرار کر چکی ہو، اس کے چھ مہینے بعد بچہ پیدا ہوا، جب بھی ہرگز اُس شوہر مُردہ کا نہ ٹھہرے گا۔ درمختار میں ہے:

لواقرت بمضیھا بعد اربعة اشھر وعشرا فولدته لستة اشھر لم یثبت لاحتمال حدوثه بعد الاقرار (ملخصاً)

(درمختار، فصل فی ثبوت النسب، جلد ا، صفحہ ۲۶۲، مطبع مجتبائی، دہلی)

(ترجمہ): ''اگر عورت موت زوج کے وقت سے چار ماہ دس دن عدت گزرنے کا اقرار کرے، پھر وقت اقرار سے پورے چھ ماہ میں بچہ کو جنم دے، تو بچے کا نسب ثابت نہ ہوگا کیونکہ احتمال ہے کہ حمل کا حدوث اقرار کے بعد ہوا ہو''۔

نماز کے بعد پیشانی پر ہاتھ رکھ کر دعا پڑھنا، حدیث میں آیا ہے، کارڈ میں دعا لکھنے کی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۱۳، صفحہ ۳۶۶، ۳۶۷، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور۔ بہشتی زیور کیسی کتاب ہے ص/ ۱۲۔ ۱۴)

قارئین کرام! غور فرمائیں کہ اس فتویٰ کو یہ عنوان دینا کہ ''(اعلیٰ حضرت کی طرف سے کتاب بہشتی زیور میں درج ایک مسئلہ کی وضاحت'' اس بات پر دال ہیں کہ مرتبِ افاداتِ خان صاحب نے فتویٰ پڑھا ہی نہیں بس انہوں نے بھی عنوان کو دیکھ کر نقل کر دیا۔

فتویٰ میں کل چار سوالات پوچھے گئے ہیں (1) بہشتی زیور کے حوالے سے۔(2) بعد عدت چھ مہینے بعد بچہ پیدا ہو پہلے شوہر کا مانا جائے گا یا موجودہ شوہر جس سے اب نکاح کیا اس کا۔

(3) وہ بچہ کس کی ملکیت میں شامل ہوگا پہلے شوہر کے یا دوسرے۔ (4) سلام پھیرنے کے بعد ہاتھ سر پر رکھنے کی وجہ۔

پہلے سوال ہے بہشتی زیور سے متعلق اس کے متعلق تو خان صاحب نے کچھ کہا ہی نہیں اور نہ اس کا جواب دیا کہ یہ درست ہے یا صحیح۔ چونکہ مسئلہ واضح ہے اور درست ہے اس لئے خان صاحب نے درست ہونے کا فتویٰ دیا ہی نہیں۔ اس لئے کہ خان صاحب بہشتی زیور کے پڑھنے کو حرام قرار دیتے ہیں ظاہری بات ہے نفس کہا اجازت دے گی درست کہنے کو۔ اس لئے سکوت اختیار کیا اور پہلے سوال کا جواب دیا ہی نہیں۔ اور ہمارا مدعا بھی یہی ہے۔ باقی دوسرے سوالات وہ بہشتی زیور سے متعلق نہیں ہے۔

پس یہ عنوان دینا کہ ''اعلیٰ حضرت کی طرف سے کتاب (بہشتی زیور) میں درج ایک مسئلہ کی وضاحت'' بالکل غلط ہے اس لئے کہ مسئلہ کی وضاحت تو کچھ کیا ہی نہیں۔

پھر آگے احمد رضا خان کا ایک فتویٰ نقل کیا گیا ہے جس میں وہی باتیں ہیں جس کا جواب ماقبل دیا جا چکا ہے کہ بہشتی زیور میں بہت سارے مسائل غلط اور گمراہ کن ہیں۔ اور اس کے مصنف کافر ہیں جس پر علماء حرمین نے فتویٰ دیا ہے اور بہشتی زیور کو دیکھنا حرام ہے۔

بہشتی زیور میں کونسی باتیں گمراہ کن ہیں اور فاسد ہیں ان کی نشاندہی تو خان صاحب نے نہیں کی۔ ہاں لمبی لمبی چھوڑنے کا خان صاحب کو بڑا شوق ہے۔ بھلے ایسا شخص جس کی زندگی نئ نئ مسائل کھڑا کرنے میں گزرے اور لوگوں کی تکفیر میں اور زندگی کا اکثر حصہ وہ اختلافی مسائل پر کتب لکھتا جائے اور نئ نئ باتیں بناتے رہے وہ فقہ کی باتوں کو کیا جانے اور کیسے ثابت کریں۔

احمد رضا کو اگر فقہ میں مہارت تامہ حاصل ہوتی تو وہ جس بہشتی زیور کو غلط اور فاسد مسائل پر مشتمل کا فتویٰ دے رہے ہیں ان مسائل میں حضرت تھانوی کی گرفت ایسے کرتے جیسے

بریلویوں کا دعویٰ ہے کہ حفظ الایمان میں انہوں نے کیا۔ کیونکہ وہاں تکفیر کا مسئلہ تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کا مسئلہ۔ اسے معلوم تھا کہ مسلمانوں کے دل میں اگرچہ گناہ گار ہی کیوں نہ ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہے۔اس میں عوام مشتعل ہو سکتے ہیں باقی فقہی مسائل میں تو جتنا واویلا کریں پہلے تو عوام کیا سمجھے گا، پھر شور کون مچائے گا۔اس لئے فقہی مسائل میں حضرت تھانوی کی گرفت ایسی نہیں کی جس طرح بقول ان کے حفظ الایمان میں۔

غلط عنوان قائم کرنا:

مرتب افادات یہ عنوان کرتے ہیں کہ ''کتاب بہشتی زیور ایمان کی قاتل ہے۔اعلی حضرت کا فتویٰ'' (ص/ 16) اور پھر فتویٰ نقل کیا ہے۔ پورے فتویٰ میں کہی بھی اعلی حضرت نے یہ نہیں کہا کہ بہشتی زیور ایمان کی قاتل ہے کہنا تو درکنار بہشتی زیور کے بارے میں کچھ کہا ہی نہیں۔ ہاں دیگر اپنے فتاوی جات میں بہشتی زیور کے متعلق ہر طرح کی باتیں تو کرتا ہے۔لیکن یہاں ایسا کچھ نہیں۔

اسی طرح اس کے بعد بھی اس طرح ایک عنوان قائم کیا ہے لیکن اس کا تعلق بھی فتویٰ سے نہیں۔

اس کے بعد وہی پرانا فتویٰ دیا ہے کہ علماء حرمین کا فتویٰ مصنف حفظ الایمان و بہشتی زیور کے بارے میں ایسا ہے۔

مسلمانوں کی ارواح اپنے گھروں میں آنے کا مسئلہ:

مسلمانوں کی ارواح کا اپنے گھروں میں آنے کے بارے میں حضرت تھانوی ؒ نے لکھا ہے

کہ:

''بعض یہ بھی سمجھتی ہیں کہ ان تاریخوں میں اور جمعرات کے دن اور شب برات وغیرہ کے دنوں میں مردوں کی روحیں گھروں میں آتی ہیں۔ اس بات کی بھی شرع میں کچھ اصل نہیں، ان کو آنے کی ضرورت ہی کیا ہے کیونکہ جو کچھ مردے کو پہنچایا جاتا ہے اس کو خود اس کے ٹھکانے پہنچ جاتا ہے۔ پھر اس کو کیا ضرورت ہے کہ مارا مارا پھرے پھر یہ بھی ہے کہ اگر مردہ نیک اور بہشتی ہے تو ایسی بہار کی جگہ چھوڑ کر کیوں آنے لگا اور اگر بد اور دوزخی ہے تو اُس کو فرشتے کیوں چھوڑ دیں گے کہ عذاب سے چھوٹ کر سیر کرتا پھرے۔ غرض یہ بات بالکل بے جوڑ معلوم ہوتی ہے۔ اگر کسی ایسی ویسی کتاب میں لکھا ہوا دیکھو تب بھی ایسا اعتقاد مت رکھنا جس کتاب کو عالم سند نہ رکھیں وہ بھروسے کی نہیں ہے''۔

(بہشتی زیور ص/ ۵۳،۴۳۵)

حضرت تھانویؒ نے جو فرمایا وہ اعتقاد کی بات کی ہے، کہ ایسا عقیدہ نہ بنایا جائے کہ ارواح گھروں میں آتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ کسی ایسی کتاب میں اگر دیکھو تو تب بھی اس پر اعتقاد قائم نہ کرنا جب تک کسی معتبر عالم کی سند نہ دیکھو۔

ارواح کا اوقات متبرکہ میں گھروں میں آنا کسی صحیح روایت سے ثابت نہیں، اس لئے ایسے اعتقاد قائم نہیں کیا جاسکتا ہاں چند علماء کا قول ہے جسے بعض علماء نے نقل کیا ہے، اور اگر کوئی روایت موجود بھی ہے اس کی سند قابل تحقیق ہے۔ لہذا حضرت تھانویؒ کا مؤقف اپنی جگہ درست اور صحیح ہے، اس کی بنیاد پر حضرت تھانویؒ کو طعن کا نشانہ نہیں بنایا جاسکتا۔ خود احمد رضا خان کہتے ہیں کہ:

''بالجملہ یہ مسئلہ نہ باب عقائد سے نہ باب احکام حلال وحرام سے۔ اسے جتنا ماننا چاہئے کہ

اس کے لئے اتنی سندیں کافی ووافی، منکراگرصرف انکار یقین کرے یعنی اس پر جزم ویقین نہیں توٹھیک ہے"

(فتاوی رضویہ جلد ۹ رسالہ اتیان الارواح لدیارھم بعد الرواح)

لہذا حضرت تھانویؒ کواس مسئلہ می طعن کا نشانہ نہیں بنایا جاسکتا، کیونکہ حضرت تھانویؒ اعتقاد کی بات کی ہے اوراعتقاد رکھنے سے منع کرر ہے ہیں۔اور پھراس پر عقلی دلیل بھی پیش کیا ہے۔

مؤقف کے دفاع سے فرار کاالزام:

مرتب افادات نے حضرت تھانویؒ کے بارے میں یہ عنوان بھی قائم کیا کہ ان سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو وہ اپنے دفاع سے فرار ہوا۔اور چند خطوط نقل کئے ہیں جس کا جواب حضرت تھانویؒ نے دیا۔سوالات کے جوابات کیوں نہیں دیا اس کی وجہ حضرت تھانویؒ نے جواب میں بیان کیا ملاحظہ فرمائیں:

"السلام علیکم اگر تقلید پر اکتفاء ہے تو جو شخص آپ کے نزدیک قابل اعتماد ہو اس کا اتباع کیجئے اوراگر تحقیق کا شوق ہے تو یہ خط لے کرآیئے، بشرطیکہ کچھ علوم دینیہ سے مناسبت ہو۔"

(بہشتی زیور کیسی کتاب ہے ص/۳۰)

یہ پہلے خط کا جواب ہے جس میں چند علماء کے اقوال کونقل کیا جس میں یہ ثابت کیا تھا کہ ارواح اوقات متبرکہ میں گھروں کو آتی ہیں۔اس کا جواب حضرت تھانوی نے دیا کہ اگر تقلید پر اکتفاء ہے تو جو شخص آپ کے نزدیک قابل اعتماد ہو اس کا اتباع کیجئے۔اس لئے کہ جس کی آپ تقلید کرتے ہیں اگر اس کے خلاف حضرت تھانوی کہے گا تو ظاہر ہے آپ تو اس کو ہرگز تسلیم نہیں کروگے پس جو آپ کے نزدیک مسلم ہو جس پر آپ کو اعتماد ہو اس کی بات پر اکتفاء کرو۔اوراگر

تحقیق کا شوق ہے تو یہ خط لے کر آئے۔ پھر یہاں آپ کو اچھی طریقے سے سمجھایا جائے گا۔

اور دوسرے خط کا جواب ملاحظہ فرمائیں:

''وعلیکم السلام، چونکہ انداز عبارت سے مقصود اعتراض معلوم ہوتا ہے اور جس پر اعتراض کرنا مقصود ہو اس سے استفسار کرنا نامناسب ہے، اس لئے جواب نہیں دیا گیا کیونکہ مقصود استفتاء سے دوسرا ہوتا ہے یعنی طلب حکم العمل اور ان دونوں غرضوں سے منافات معلوم۔''

(ایضا/ ۳۲)

اور تیسرے خط کا جواب گوکہ دیا نہیں فقط اتنا کہا کہ جو کچھ مجھے کہنا تھا کہہ دیا۔

حضرت تھانویؒ کے ملفوظات کے مطالعہ کرنے والا ہر شخص حضرت تھانویؒ کے مزاج کو بخوبی سمجھ سکتا کہ حضرت تھانوی کا کیسا مزاج تھا، یعنی کہ حضرت تھانوی کے مزاج کچھ سخت تھا ان لوگوں کے لئے جو فضول کام کرتے یا بے اصولی کرتے۔ حضرت ان کو خوب سناتا، خواہ وہ جو بھی ہو۔ لہذا حضرت پر یہ الزام درست نہیں کہ انہوں نے جواب نہ دے کر اپنے موٴقف سے فرار اختیار کیا۔ کیونکہ حضرت ایسے سوالات کے جوابات دیتے ہی نہیں جس میں اعتراض مقصود ہو، یہ صرف اس سوال کی بات نہیں اس کے علاوہ اکثر ایسے سوالات کے جوابات نہ دیتے۔ ملفوظات میں اس کی مثالیں بکثرت موجود ہے۔

اس کے علاوہ حضرت نے اس کا جواب دیا ہے امداد الفتاوی میں موجود ہے، لہذا اسے فرار پر محمول کرنا غیر عقلی بات ہے۔ پھر یہ مسئلہ کفر اور اسلام کا نہیں جس سے راہ فرار اختیار کیا جائے، سائل نے جو اقوال نقل کیا ہے اپنے سوال میں مذکورہ مسئلہ پر اگر حضرت تھانوی اس کا انکار کرتا تب بھی بقول خان صاحب بریلوی کسی کو یہ حق نہیں کہ حضرت کو طعن کو نشانہ بنایا جائے۔

تم الجواب لافادات احمد رضا

رسالہ ”بہشتی زیور کا خودساختہ اسلام“ کی حالت

غیر مقلد جماعت المسلمین والوں کی طرف سے بہشتی زیور کے رد میں ایک چھوٹی سی رسالہ شائع ہوچکی ہے جس پر سنہ طباعت ۱۴۱۳ھ مطابق ۱۹۹۳ء لکھا ہے۔ کل ۶۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ مجلس نقد ونظر پشاور کی طرف سے شائع ہوئی ہے۔ اور مصنف کا نام سید وقار علی شاہ لکھا ہے۔

خودساختہ اسلام کس نے گھڑی ہے، یہ تو اہل علم جانتے ہیں، جس وقت بہشتی زیور تصنیف ہوئی اس وقت تم اور تیری جماعت پیدا ہی نہیں ہوئی تھی۔ جماعت المسلمین والے جو کہتے ہیں ہم صرف قرآن وحدیث کو مانتے ہیں اس کے علاوہ جو مسئلہ ہو ہم اسے تسلیم نہیں کرتے ہیں، ان کے اس دعوی میں کچھ صداقت ہی نہیں، ہمارے اکابرین نے ان کو بارہا چیلنج دیا ہے کہ تم قرآن وحدیث کے نام پر لوگوں کو دھوکہ دیتے ہو حالانکہ تم خود بھی ایسے مسائل کو اختیار کرتے ہو جس کا ثبوت قرآن وحدیث میں موجود نہیں ہے۔

میں چیلنج کرتا ہوں جماعت مسلمین اور اس کے ساتھ ان کو جن کا دعوی ہے کہ تقلید شرک ہے اور قرآن وحدیث سے جو مسئلہ ثابت نہیں اس کو ماننا جائز نہیں، ان سب کو کہ وہ آئے بیٹھے یا بیٹھ نہیں سکتے تو لکھے اپنے روزمرہ مسائل کو یعنی اعتقادات، عبادات، معاملات کو قرآن وحدیث سے ثابت کریں۔ ہم بھی تو دیکھے کہ آپ کا دعوی محض دعوی نہیں بلکہ حقیقت ہے۔ ان شاء اللہ قیامت کے صبح تک یہ ایسا نہیں کرسکتے۔ باقی مسائل کو چھوڑ و صرف نماز کے فرائض، واجبات،

شروط، اور دیگر مسائل کو قرآن وحدیث سے ثابت نہیں کر سکتے چہ جائیکہ باقی مسائل کو۔

مصنف کی کم عقلی:

موصوف مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ:

''بہشتی زیور میں موضوع وضعیف روایات اور من گھڑت قصے کہانیوں کے علاوہ دوقسم کے دینی مسائل ہیں:

۱۔وہ مسائل کہ جو قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کے خلاف ہیں۔

۲۔وہ مسائل کہ جن کے سلسلے میں شریعت سازی کی گئی ہے۔''

(ص/۹)

موصوف کی جہالت دیکھیے ایک طرف کہتا ہے کہ بہشتی زیور میں دوقسم کے ''دینی'' مسائل ہیں، ایک وہ کہ جو قرآن وحدیث کے خلاف ہے، بے قوف کو اتنا معلوم نہیں جو دینی مسائل ہو وہ قرآن وحدیث کے خلاف کیسے ہو سکتے ہیں۔ایک تو آپ کے نزدیک وہ مسائل قرآن وحدیث کے خلاف ہے پھر کیا آپ کے مسلک میں جو مسئلہ قرآن وحدیث کے خلاف ہو اسے دینی کہا جا سکتا ہے۔

مکمل رسالہ کا اجمالی جواب:

موصوف مقدمہ کے آخر میں بے اصولی بات کہتے ہوئے احناف سے یوں مطالبہ کرتے ہیں:

''ہماری علمائے مذہب حنفیہ سے درخواست ہے کہ ہماری اس کتاب میں بہشتی زیور سے نقل

کردہ فقہ حنفی کے مسائل کے بارے میں قرآن مجید کی کوئی آیت یا کوئی صحیح حدیث پیش کیجئے ۔یعنی کیاان اعمال واحکامات کاحکم اللہ تعالی نے یااس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیا تھا۔ برائے مہربانی ضعیف یا موضوع حدیث یااقوال الرجال پیش کرنے کی زحمت نہ کیجئے گا''

(ص/۱۰)

پہلے تو اس کی جہالت پر ماتم کرنا چاہیے جس کو اختلاف اور ادلہ مذاہب کے بارے میں معلوم نہیں ۔اور چلا ہے احناف سے صحیح احادیث کے مطالبہ کرنے کا۔

ہم سے مطالبہ کررہا ہے کہ بہشتی زیور کے مسائل پر قرآن وحدیث پیش کریں ۔اس جاہل کو معلوم نہیں کہ احناف کے ہاں ادلہ چار ہیں ،قرآن وحدیث اجماع وقیاس ، جب احناف کے ہاں ادلہ چار ہیں تو ان سے فقط قرآن وحدیث کا مطالبہ کرنا انتہائی جہالت ہے ۔اور ہم نے یہ دعوی بھی نہیں کیا کہ بہشتی زیور کے مسائل فقط قرآن وحدیث سے ثابت ہے ، پھر فقط قرآن و حدیث کا مطالبہ کیوں؟

اب آیئے ایک اصولی بات کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں قرآن وحدیث کے دعویدار میں کتنا صداقت اور علمی لیاقت ہے ۔ چونکہ احناف کے ہاں ادلہ چار ہیں جسے ادلہ اربعہ کہا جاتا ہے ۔ احناف کے ہاں جب کوئی مسئلہ قرآن وحدیث سے ثابت نہ ہوتو اجماع اور قیاس کی طرف رجوع کرتے ہیں اور یہ دونوں احکام شرعیہ میں سے ہیں ۔لہذا ہم اپنے اصولوں کے پابند ہوں گے اور بہشتی زیور کے ہر مسئلہ پر اگر قرآن سے ثابت تھا تو قرآن پیش کریں گے اور اگر حدیث سے ثابت تھا تو حدیث پیش کریں گے اور اگر دونوں سے ثابت نہ ہوتو اجماع سے پیش کریں گے اور اگر اجماع سے بھی نہ ہوتو قیاس مجتہد کو پیش کریں گے ۔اور اگر بالفرض ان میں سے کہی سے

ثابت نہ ہو ہم اسے چھوڑنے کے لئے تیار ہیں اور تسلیم کریں گے کہ یہ مسئلہ غلط ہے۔

اور غیر مقلد جماعت المسلمین والوں کا دعوی چونکہ قرآن وحدیث ہیں گویا ان کے ہاں ادلہ دو ہیں اور وہ اپنے اصول کے پابند ہوں گے اور ہر مسئلہ پر قرآن وحدیث پیش کریں گے۔

ترتیب یوں ہوگی کہ بہشتی زیور کے پہلے صفحہ سے شروع کریں گے پہلی عبارت کو دیکھا جائے اگر صحیح ہے تو غیر مقلد اس کے صحیح ہونے پر قرآن حدیث کو پیش کریں اور اگر غلط ہے تو اس کے غلط ہونے پر قرآن وحدیث پیش کرے۔ لہذا ہمت کریں اور اس کے بعد کتاب لکھے۔

اور اس رسالہ میں یہی کیا گیا ہے کہ عبارت نقل کی ہے اور کہا کہ اس میں شریعت سازی کی گئی ہیں۔ پھر اس پر کچھ بحث نہیں کیا گیا کہ شریعت سازی کس طرح کیا گیا ہے اور صحیح شریعت کیا ہے، وہ بھی نہیں بتایا، اس لئے ہم پر ضروری نہیں اس کا جواب دینا، اور وقت ضائع کرنا، کیونکہ دعوی غیر مقلدین کا ہے شریعت سازی اور قرآن وحدیث کے خلاف کا، اس لئے جس مسئلہ کو وہ قرآن وحدیث کے خلاف کہیں گے اس کے مدمقابل صحیح حدیث پیش کریں گے۔ اور جس مسئلہ کو شریعت سازی کہیں گے اس میں صحیح شریعت کو بتائیں گے۔

ایسا کہا ہوسکتا ہے کہ ہر جاہل اٹھ کر کہے یہ مسئلہ شریعت خلاف ہے بس یہ لکھ کر جائے اور جواب طلب کریں، اس لئے آپ کو اپنے دعوی پر دلیل دینا ہے پھر جواب کا مطالبہ کرنا ہے، لہذا اس مکمل رسالہ میں مصنف رسالہ نے یہی حرکت کی ہے کہ ان مسائل میں شریعت سازی کی گئی ہیں لیکن اس کے خلاف کوئی انہوں صحیح شریعت کو نہیں بتلایا۔ لہذا جن مسائل میں شریعت سازی کی گئی ہے ان کے خلاف پہلے یہ دلیل نقل کریں گے اور پھر اس کا جواب دیا جائے گا۔

ہمیں انتظار رہے گا۔

ولا تلبسوا الحق بالباطل
التلبیسات الشیطانیة
بریلوی علماء کی تلبیسات
مؤلف
محمد عدنان حنفی